© rasailojaraid.com

نظرات

آج کا انسان اب یا تو پہاڑوں پر جاکر خوبصورتی دیکھ سکتا ہے، یا خلا بسیط میں جاکر دنیا پر ایک نظر ڈالنے سے اس کی خوبصورتی کا احساس کر سکتا ہے، لیکن جو اصل دنیا ہے، اس میں سکون اور خوبصورتی اب کسی کے لئے نہیں رہ گئی ہے، سیاست جب تک اصولی اخلاق کا تھا، اس دنیا میں ہزار جنگوں کے باوجود نسبتاً امن قائم رہا، لیکن جب سے سیاست ایک پیشہ بن گئی ہے، اس وقت سے یہ حال ہو گیا ہے کہ جنگ نہ بھی ہو تو اس کی دہشت اور خوف سے انسان بیچارہ نہیں چھوٹ سکتا، اتنی آوازیں، اتنے بلاوے، اتنے نظریات، اور اتنے فلسفے کسی زمانے میں بھی دنیا میں جمع نہیں ہوئے جتنے کہ آج نظر آتے ہیں لیکن ہر فلسفہ کا خول اترتا ہے تو اس میں انسان کے — خواہ وہ فرد کی صورت میں یا قوم کی — استحصال کرنے والی ننگی قوت برآمد ہو جاتی۔

ان ملکوں میں جن میں ہندوستان بھی شامل ہے حالت اور زیادہ خراب ہے، جہاں سماجی عمل نہیں ہوا ہے اور انھیں، نابالغی کی حالت میں ایک دور سے دوسرے دور میں چھلانگ لگانی پڑی ہے۔ اس طرح کے ملک اور ان میں ہندوستان بھی شامل ہے ذہنی طور پر دو لخت ہو گئے ہیں، اور ایک ایسی مضحکہ خیز صورت حال کا شکار ہو گئے ہیں کہ ان کے ذہن کا ایک حصہ پرانے دور میں لگا ہوا اور دوسرا حصہ نئے دور سے وابستہ ہو گیا، نتیجہ یہ ہے کہ وہ نہ تو پورے طور پر قدیم رہ سکے ہیں، نہ پورے طور پر جدید بن سکے ہیں۔

ترقی یافتہ ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ اپنی دولت کے سہارے پر ایک ایئر کنڈیشنڈ کیڈیلاگ خرید کر اس میں سونے کے پتروں کا جڑاؤ، ہر قسم کا آسائشی سامان فراہم کر لیں، لیکن آپ کا دماغ اٹھارہویں صدی کا ہی رہے، ایسی صورت میں چاہے آپ خلا میں چکر لگا رہے ہوں، ذہنی اعتبار سے قدیم ہی رہیں گے۔ جدید اور ترقی یافتہ ہرگز نہیں بن سکے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن آپ بیسویں صدی کے جدید ذہن کے ساتھ پھٹے پرانے کپڑوں میں دوپہر کے وقت شام کی سڑکوں پر پیدل دوڑتے نظر آئیں تو اس بے سروسامانی، اور اسباب تعیش سے یکسر محرومی کی حالت میں بھی جدید اور ترقی یافتہ ہی جانے رہیں گے قدیم اور رجعت پسند ہرگز نہیں ہو سکتے۔

ایسے سبھی ملکوں میں ـــ جن میں ہندوستان بھی شامل ہے ـــ اور جن کی تعداد اس وقت سو سے بھی زیادہ ہوگی، ایسے ہی جدید اور ترقی یافتہ لوگ نظر آتے ہیں جو اٹھارہویں صدی کا دماغ کندھے پر رکھے ہوئے، ائرکنڈیشنڈ محلوں اور کوٹھیوں میں سکونت پذیر ہیں، اور جدید ترین لباسوں میں ایرکنڈیشنڈ کاروں کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہیں، ان لوگوں نے جاگیردارانہ اور سامراجی نظام کے دور میں مشینوں کی شکل تو دیکھ لی تھی، لیکن ان مشینوں کی کھٹ کھٹ سے ابھرنے والے اس صنعتی دور کی جھلک بھی نہیں پائی جس نے حقیقی ترقی یافتہ اور جدید ملکوں میں اس ذہنی انقلاب کو جنم دیا تھا، جو آج ایٹمی اور خلائی دور سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے ان کی رہنمائی کر رہا ہے۔

اسی صورت حال کا نتیجہ ہے کہ صرف دو چار ملک پورے طور پر جدید اور ترقی یافتہ ہو کے ساتھ خلائی اور ایٹمی دور کے ہر تقاضے کا ساتھ دینے پر قادر ہیں، اور دس بیس ملک تیزی کے ساتھ قدم مار کر ان کے برابر آنے اور قدم سے قدم ملانے کی تگ و دو اور جد و جہد میں لگے ہوئے ہیں، باقی ملک وہ ہیں، جو خلائی اور ایٹمی دور کی برکتوں پر رشک و حرص کی نظریں ڈالنے اور اس کے تباہ کن اثرات اور خوفناک عمل سے لرزہ براندام ہونے کے سوا کوئی سکت اپنے اندر نہیں پاتے، وہ معاشی ترقی، فوجی قوت اور سیاسی استحکام کے لیے عملی طور پر بڑی قوتوں کی مدد پر انحصار کرنے اور بعض اوقات ان کے دست نگر بننے پر مجبور ہوتے ہیں، لیکن سماجی اور معاشرتی شعبوں میں ان کی ہمسری کی کوشش سے باز نہیں آتے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ناپختہ سیاسی اور ذہنی کیفیتوں کے سبب وہ تمام کمزوریاں اور خرابیاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح تمام تناقض اور تضادات ان ملکوں کے [illegible] ابھر رہے ہیں [illegible] سیاسی اصلاح یا تبدیلی ایک تاریخی عمل کے بجائے محض روایت [illegible] کے طور پر جمہوری نظام — جو مشرقی ملکوں میں صرف اس لئے ناکام [illegible] نہیں پاسکے، جو خالص جاگیردارانہ اور سامراجی دور کی دین تھا۔ انھوں نے جمہوری نظام ترقی یافتہ ملکوں کی تقلید میں اپنے یہاں قائم کر لیا، جو اس کے قیام کے تمام مرحلوں کو طے کرنے کے بعد ان ملکوں میں [illegible] کامل ہونے کے [illegible] مستحق بن گئے تھے۔ لیکن ان خرابیوں اور ان محرکات کو ختم کرنے میں ناکام رہے، جن کی موجودگی میں جمہوریت دو قدم بھی آگے کی طرف نہیں چل سکتی۔ اس لئے [illegible] ایشیا کے بیشتر ملکوں میں جمہوری تجربات کا جو انجام ہوا، وہ سب پر ظاہر ہے، صرف ایک ہندوستان میں جمہوریت ابھی تک چل رہی ہے لیکن اس کا دامن بھی بڑھتے ہوئے کرپشن نے جس طرح تار تار کر رکھا ہے، اسے ہر شخص دیکھ سکتا ہے اس لئے اس کے بیان کی کوئی ضرورت نہیں۔

جیسا ہم نے کہا کہ ان ملکوں میں جہاں جاگیردارانہ دور کے خاتمہ کا عمل قدرتی طور پر مکمل نہیں ہو سکا جتنے بھی سیاسی نظام قائم ہوئے، وہ خود اپنے اندرونی تضادات کے بوجھ سے خم کھا کر اور لچک کر کچھ کے کچھ ہو گئے، ان ملکوں میں طبقاتی کشمکش بھی ابتدائی منزلوں میں رہ گئی ہے، سوشلزم اور جمہوریت اور آمریت کے تجربے بھی عملی طور پر ناکام ثابت ہو گئے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ آدھی سے زیادہ دنیا میں جس چیز کا راج نظر آتا ہے وہ بے یقینی کی حالت ہے، جہاں آمریت اور ڈکٹیٹرشپ قائم ہے، وہاں بھی لوگ پریشان ہیں، جہاں فوجی حکومتیں ہیں، وہاں بھی امن و سکون کے کوئی آثار نہیں۔ ناپختہ ذہنی کیفیتوں سے ٹکرا کر ہر نظریہ چکنا چور نظر آتا ہے اور ہر نظام کی روح اس کے قالب سے باہر دکھائی دیتی ہے۔ اسی بے سکونی، اسی [illegible] شورش جیسی حالت کا قدرتی رد عمل ایک غیر منطقی اور مصنوعی فضا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس میں احیائیت کی طرف لوٹ جانے کی خواہش غالب نظر آنے لگتی ہے۔ لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ نئے طریق علاج اور نئے تجربوں سے تو چارۂ زخم نہیں ہو سکا تو [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پرانا ہی طریقہ استعمال کر دیکھیں، لیکن مصیبت جب آتی ہے کہ اس خلفشار، پارہ پارہ سیاسی اور معاشی نظریوں کے گورکھ دھندے اور سماجی اور معاشرتی تبدیلیوں کی ایک لمبی زنجیر کے ساتھ کسی پرانے دور میں لوٹنا بھی مشکل اور ناممکن دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور نجات کے اس راستہ کو بھی بند دیکھ کر جھلاہٹ میں اور اضافہ ہونے لگتا ہے جو پہلے ہی کچھ کم نہیں تھی۔

مثال کے طور پر جو لوگ مذہبی تعصب اور منافرت سے مجبور ہو کر ہندوستان پر ہندو راج قائم کرنے کا تصور پیش کرتے ہیں، ان کے جمہوریت سے غیر مطمئن ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں، البتہ ان کی بے اطمینانی اور مایوسی کی وجوہات پر بحث کی جا سکتی ہے، اور اس کا قیاس لگایا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جمہوری نظام سے اس درجہ مایوس ہو گئے ہیں کہ آگے بڑھنے کے بجائے انھیں پیچھے ہی ہٹنے میں عافیت نظر آتی ہے، لیکن ان کی ذہنی کیفیت اس وقت پوری طرح مشتبہ اور غیر معتبر ثابت ہوتی ہے، جبکہ وہ ان سوالات کا جواب دینے میں بے بس ٹھہرتے ہیں کہ وہ ایک پورے ملک کو اس کی صدیوں کی تبدیلیوں نیم پختہ اور پختہ رسوم و رواج اور معاشرتی اور سیاسی روایتوں کے ساتھ ہزاروں برس پہلے کی فضا میں کیسے لے جا کر ٹیک دیں گے اور یہ کیسے ممکن ہوگا کہ وہ نظام جو گاؤں اور دیہ کی پنچایتوں اور وسائل آمد و رفت سے محروم آبادیوں میں مروج تھا، ایسے عظیم اور گنجان شہروں پر منطبق کر دیا جائے، جن کی آبادی اب لاکھوں کی حد سے گزر کر کروڑ کی حدوں تک پہونچ رہی ہے۔ اور ان متضاد عناصر میں مناسبت کی کیا شکل ہوگی، جو ایک طرف ذاتو کے مستقل نظام اور دوسری طرف پچھڑی ہوئی جاتیوں کو مساوی درجہ دینے اصول، بینکوں کے ملکی اور غیر ملکی روابط، اور تجارت کے نئے اور بین الاقوامی ضابطو کی پابندی اور اسی طرح کے صدہا مسائل کی صورت میں پرانے ہندو راج کے لئے ایک چیلنج کی صورت میں سامنے آئیں گے۔ جب تک مسلمان، عیسائی، اور اب — کہنا چاہئے کہ سکھ قومیتیں، ایک ناگوار اور ناقابل برداشت بوجھ کی صورت میں سامنے تھیں، اس وقت تک تو ہندو راج کا تصور یقیناً دلکش اور دلفریب نظر آ سکتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گا اس میں ان مذاہب [illegible] قومیتوں کو ضم کر کے [illegible] اس کے [illegible]
ر قوم کے لیے مخصوص کر لینے کے تمام خواب آگیں اور سحر انگیز مناظر [illegible]
ر کے لیے یہ مان کر چلنے کے بعد کہ ہندوؤں کے علاوہ کوئی دوسری قومیت اور کوئی
یسرا فرقہ ملک میں موجود نہیں رہا، خود ہندو راج کا نظریہ کس درجہ ناقابل عمل اور
معنی نظر آنے لگتا ہے اس کے بارے میں سوچنے تک کی ضرورت غالباً کسی کو محسوس
ہیں ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندو راج کے نظریہ کی ساری دلکشی اور آب و رنگ، غیر ہندو
میتوں اور غیر ہندو مذاہب کی وجہ سے قائم ہے۔ یہ قومیتیں درمیان سے نکل جائیں تو یہ مسئلہ
نہ ہو پائے گا کہ ہندو راج سناتن دھرمیوں کے اقتدار میں قائم ہوگا، یا آریہ سماجیوں کے
ر اس اقتدار میں شمالی ہندوستان کے ہندوؤں کے معتقدات کا غلبہ ہوگا یا جنوب کے ہندوؤں کے
فکر و خیال کا ــــ اور یہ کہ اس راج کی سرکاری زبان ہندی ہوگی یا انگریزی بولنے والے
ہندوؤں کے نظریات اس مسئلہ پر قطعی اور آخری ثابت ہوں گے ــــ اور یہ کہ اس راج میں
رکاری مذہب مورتی پوجنے والوں کا مذہب ہوگا یا مورتی کھنڈن کرنے والوں کا۔ اس
ایک نمونہ تو پاکستان میں دنیا دیکھ ہی رہی ہے، جہاں اسلام کے سرکاری مذہب پر
ب کا اتفاق ہے لیکن اس کی تعبیر و تعریف مختلف طبقوں اور مختلف پارٹیوں کی طرف سے
تنے مختلف انداز میں کی جاتی ہے کہ صاف طور پر محسوس ہونے لگتا ہے کہ پیپلز پارٹی
اسلام اور ہے، مسلم لیگ کا اور ہے، جماعت اسلامی کا اسلام اور ہے،
ر حکمران مسلم لیگ کا اسلام اور دیوبندی عقائد کے لوگوں کا اسلام اور ہے،
یلوی جماعت سے متعلق لوگوں کا اور ــــ نتیجہ یہ ہے کہ ملک پر اسلامی نظام کے نفاذ
ے زیادہ متنازعہ وہاں کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے۔

جن قوموں کے سیاسی نظاموں کو کامیاب اور مستحکم سمجھا جاتا ہے وہ بھی
لسانی تضاد کا اس درجہ شکار ہیں کہ ان کے دعووں اور نظریاتی [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا احساس اختلاف شکوک دکھائی دینے لگتا ہے، مثال کے طور پر روس کے کمیونسٹ نظام میں جس کی بنیاد ہی مزدوروں کی پرولتاریت اور اقتدار کے نظریہ پر قائم ہے اور جو مزدوروں کے ہڑتال اور زیادہ بہتر زندگی کے حق کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے، اس کے اپنے اور حلقہ اقتدار میں آنے والے ملکوں میں مزدوروں کو ہڑتال کا حق حاصل نہیں ہے، وہ ساری دنیا میں مزدور تنظیموں کی جدوجہد اور ان کے ہڑتال کے حق کی حمایت کرتے ہیں، لیکن پولینڈ ایسا کے ہڑتال کے حق کے مطالبہ کا جواب، وارسا میں فوجی کارروائیوں اور ٹینکوں کے استعمال کے ذریعہ دیتے ہیں، ساری دنیا میں قوموں کے حق خود ارادیت کی تائید کرتے ہیں لیکن ہنگری، پولینڈ، چیکوسلاویکیہ اور افغانستان کے لوگوں کو حق خود ارادیت دینے پر کسی طرح تیار نہیں ہوتے۔ ان کے مقابلہ میں مغربی ملکوں میں جہاں مساوات، جمہوریت اور قوموں کو آمریت سے آزاد کرانے کا موقف اتنا مستحکم ہے کہ وہ اس کو جمہوری اور آزاد نظام کی کامیابی کا ثبوت اور اس کی ضمانت قرار دیتے ہیں، کمزور ملکوں کو ڈپلومیسی، تجارت اور قرضوں کے جال میں پھنسا کر بے بس اور محکوم بنانے کے منصوبے دھڑلے کے ساتھ روبہ عمل لائے جاتے ہیں، اور ان ملکوں کی حقیقی نمائندہ حکومتوں کو گرا کر اپنی آلۂ کار حکومتیں قائم کرنے کی سازشیں دن رات چلتی رہتی ہے۔

ہندوستان میں جہاں سب طبقوں، تمام مذاہب اور تمام فرقوں کے لئے مساوی سلوک اور مساوی مواقع کے اصول پر جمہوریت قائم ہوئی تھی، تھوڑی دور آگے چل کر ہی، سیکولرازم اور جمہوریت کا نقشہ اس لئے دھندلا پڑ گیا کہ لوگ پرانے جاگیردارانہ نظام سے اپنا ذہنی رشتہ توڑنے کے لئے تیار نہ تھے، اور حکومت کو بدستور، ایک ایسی چیز سمجھتے تھے، جو راجاؤں اور بادشاہوں کی طرح ہر اختیار اور ہر طرح کے وسائل کی بلا شرکت غیرے مالک ہو۔ اس جاگیرداری اور شہنشاہی ذہنیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عوام کو یہ بتلا کر حکومت ہم خود اپنی ملکیت کے تصور عوام ... ہو گیا اور وہ حکومت میں شرکت کے جذبہ کے بجائے، حکومت کو ... بلکہ اپنے اوپر حاکمیت قائم کرنے والا ایک ادارہ سمجھنے لگے، اور اس طرح وہ ایک [illegible] کیفیت کا شکار ہو گئے جس میں حقوق کے مطالبہ اور مراعات کے حصول کا جذبہ غالب اور فرائض کا احساس اور ذمہ داریوں کا خیال اس طرح مغلوب و معدوم ہو کر رہ گیا کہ آج اس کا نشان تک بھی عوامی نقل و حرکت اور سماجی و سیاسی سرگرمیوں میں دکھائی نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ کہنے کو تو ہندوستان میں دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت قائم ہے لیکن عملی طور پر، اور ذہنی طور پر یہاں کے عوام اٹھارھویں صدی کے ماحول میں رہ رہے ہیں۔ اس ذہنی انتشار کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں عام انسانی زندگی، بے اطمینانی، بدنظمی اور ایسی مشکلات کا شکار ہو گئی ہے کہ کسی جگہ سکون اور دلجمعی کا نشان نہیں رہا۔

© rasailojaraid.com